ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم شنبہ

جلد ۳۲ | ۲۴ ماہ احسان ۱۳۲۳ ھش | ۲ رجب ۱۳۶۳ھ | ۲۴ جون ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۴۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کل ۶ ½ بجے شام ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ احمدیہ چوک میں بہت سے اصحاب حضور کے استقبال کیلئے موجود تھے حضور نے انہیں مصافحہ کا فخر بخشا۔ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب حضور کے ہمراہ آئے ہیں۔ آج ۹ ½ بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ڈلہوزی میں ہیں اور خدا کے فضل سے انکی طبیعت بھی اچھی ہے۔ فالحمد للہ

قادیان ۲۳ ماہ احسان۔ سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے — صاحبزادہ مرزا رفیق احمد ابن سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو ابھی بخار ہے دعائے صحت کیجائے — حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ طبیعت اب خدا کے فضل بہتر ہو رہی ہے۔ احباب کامل صحت کیلئے دعا کرتے رہیں — آنریبل چوہدری

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۲ رجب ۱۳۶۳ھ

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

چھوٹی سی نیکی کا عظیم الشان نتیجہ

اور

چھوٹی سی بدی کا نہایت خطرناک نتیجہ

فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

فرمایا۔ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کلمتان حبیبتان الی الرحمان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

دو کلمے

ایسے ہیں کہ حبیبتان الی الرحمٰن جو رحمٰن خدا کو بہت پیارے ہیں مگر خفیفتان علی اللسان ان کا پڑھنا کوئی بڑا مشکل نہیں۔ کیونکہ زبان پران کا چڑھنا بار نہیں ہوتا۔ ان کا کوئی بوجھ نہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ علم والے کو بھی انسان وہ الفاظ بتلائے تو وہ انہیں یاد کرلے گا۔ جاہل سے جاہل آدمی سے کہو کہ وہ ان الفاظ کو دہرائے۔ تو اسے اپنی زبان پر کوئی ثقل محسوس نہیں ہوگا پس فرمایا کلمتان خفیفتان دو کلمے ایسے ہیں۔ جو زبان پر نہایت ہلکے معلوم ہوتے ہیں۔ ثقیلتان فی المیزان۔ لیکن خدا کے حضور جب اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ تو بہت بھاری ثابت ہونگے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ

قیامت کے دن

جب اللہ تعالےٰ جنتیوں کو ہر قسم کی نعماء دیدیگا تو ان سے فرمائے گا۔ کیا میں تم کو اس سے بھی بڑا انعام دوں۔ وہ کہیں گے۔ یا اللہ جو نعمتیں ہمارے واہمہ اور خواب وخیال میں بھی نہیں تھیں۔ وہ تو نے ہمیں دیدیں۔ اب ان سے بڑی نعمت اور کونسی ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس سے بڑی نعمت میری رویت ہے۔ تم سب کے سامنے اب میری تجلی ظاہر ہوگی۔ اور تمہیں میری رویت نصیب ہوگی۔ تو ثقیلتان فی المیزان سے یہ بتایا۔ کہ

نعمائے جنت

اس کے بدلہ میں ملیں گی۔ اور حبیبتان الی الرحمٰن میں یہ بتایا۔ کہ وہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں۔ اور یہ لازمی بات ہے کہ جو کلمات اللہ تعالےٰ کو بہت پیارے ہیں۔ جب انسان ان کا کثرت سے ذکر کرے گا۔ اور ایمان اور اخلاص سے اُن کا ورد کرے گا۔ تو اُسے

اللہ تعالےٰ کی رویت

نصیب ہوجائیگی۔

یہ کتنی چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر اس کے نتائج کیسے اہم ہیں۔ پس بعض باتیں بظاہر چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان کے بدلہ میں انسان کو اتنا بڑا انعام مل جاتا ہے۔ کہ دوسری کوئی نیکی انسان کو وہاں تک نہیں لے جاتی۔

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

بدر کی جنگ

کے موقع پر مہاجرین وانصار سے مشورہ لیا اور فرمایا۔ اے لوگو مشورہ دو ہم دشمن سے لڑائی کریں یا نہ کریں اس وقت ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا۔ یارسول اللہ۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی لڑینگے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہُوا نہ گذرے۔ یہ کہنے کو ایک فقرہ ہی تھا۔ مگر اس میں کچھ ایسا اخلاص بھرا ہُوا تھا۔ کہ ایک اور صحابی کہتے ہیں۔ میں سات غزوات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہُوا۔ مگر میرا دل چاہتا ہے ان سات غزوں کا ثواب وہ لے لے۔ اور اس فقرے کا ثواب مجھے مل جائے۔ تو یہ ایمان کے ساتھ کہا ہُوا۔ ایک فقرہ ہی تھا۔ مگر ہزاروں اعمال سے بڑھ کر تھا۔ یہی حال بدی کا ہے۔ ایک چھوٹا سا غلط فقرہ کس انسان کے منہ سے نکل جاتا ہے تو اس کے ایسے

خطرناک نتائج

پیدا ہوتے ہیں۔ کہ اُن کا تصور کرکے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب غزوہ حنین ہُوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال لوگوں میں تقسیم کیا۔ تو حدیث العہد بالاسلام لوگوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

مال غنیمت

سے زیادہ حصہ دیا۔ اس پر ایک انصاری نوجوان کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مال مکہ کے لوگوں کو دیدیا ہے۔ یہ فقرہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک بھی جا پہنچا۔ آپ نے انصار کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ اے انصار! مجھے تمہارا یہ فقرہ پہنچا ہے۔ کیا یہ ٹھیک بات ہے۔ انصار نے کہا۔ یارسول اللہ یہ فقرہ ہم میں سے ایک نوجوان نے کہا ہے۔ ہم نے نہیں کہا۔ ہم اس کو سخت

نفرت اور حقارت

کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مگر اے انصار! ایک بات تھی جو منہ سے نکل گئی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے انصار تم کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اپنی قوم نے گھر سے نکال دیا اور وہ وحید و طرید مدینہ میں پہنچا۔ پھر ہم نے اپنا خون بہا کر اس کی مدد کی۔ اور آخر ہماری قربانیوں اور ہماری کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مکہ فتح ہوگیا۔ مگر جب مکہ فتح ہُوا۔ تو ہم کو تو خالی ہاتھ پھیر دیا۔ اور مال و دولت اپنی قوم والوں کو دے دیا۔ انصار کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا

پرنٹر ... قادیان ... ضیاء الاسلام پریس قادیان ...

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

۲۴ ماہ احسان۔ اگرچہ آج ہی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مغرب سے کچھ پہلے ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ اور آج کی غیر معمولی گرمی اور سفر کی کوفت کی وجہ سے حضور کی طبیعت کسی قدر مضمحل تھی۔ تاہم بعد نماز مغرب حضور نے مجلس فرمائی۔ اور نماز عشاء تک جو گیارہ بجے ہوئی جاری رہی۔ دو غیر احمدی نوجوان ملاقات کے لئے پیش ہوئے۔ تو حضور نے فرمایا کوئی بات دریافت کرنا چاہیں تو کرلیں۔ انہوں نے کہا۔ ہم کوئی سوال کر کے مجلس کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ ممکن ہے ہم جو بات پوچھیں۔ وہ ان اصحاب کے نزدیک کوئی وقعت نہ رکھتی ہو۔ ہم آپ کے فیوض سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں۔ اس موقعہ پر حضور نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دعا کی کہ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین کی نہایت ہی لطیف تفسیر فرمائی۔ حضور نے فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ خدا تعالیٰ کے مقرب تھے نجات یافتہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کا کام ان کے سپرد کیا تھا۔ باوجود اس کے وہ یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ الٰہی مجھے مسلم ہونے کی حالت میں موت دینا اور صالحین کے ساتھ ملانا۔ ان کے مسلم ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ نہ صرف مسلم تھے بلکہ مسلم گر تھے اس لئے اس دعا کے ایسے معنی کرنے ہوں گے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی شان کے شایاں ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ ایک تو یہ دعا آپکو اس لئے سکھائی گئی۔ کہ آپ کے ماننے والے یہ دعا مانگا کریں۔ دوسرے یہ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نبی ہو کر یہ دعا کرنے کے لئے اپنے آپکو محتاج سمجھتے ہیں تو کسی اور کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ کہے میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ اب مجھے دعا اور عبادت کی ضرورت نہیں رہی۔

اس کے بعد حضور نے انہی میں سے ایک کے یہ کہنے پر کہ صد حسین است در گریبانم کا کیا مطلب ہے۔ اسکی تشریح فرمائی اور بتایا۔ کہ اسمیں اس شدت ظلم و ستم کو بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔ جو مخالفین نے ایک لمبے عرصہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے اور [illegible]

اتنا بڑا زخم

تھا جس کی ٹیسوں کو برداشت کرنا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ گریہ و بکا اور آہ و زاری سے ایک کہرام مچ گیا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نہیں کہتے۔ کسی نادان کا یہ قول ہے۔ اور ہم اس کے اس قول سے سخت بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا اے انصار لیکن تم اگر چاہتے تو یہ بھی کہہ سکتے تھے۔ کہ خدا نے اپنا نور مکہ میں نازل فرمایا مگر مکہ والوں کی نافرمانیوں اور ان کی گستاخیوں کے نتیجہ میں خدا اس نور کو مدینہ میں لے گیا۔ پھر خدا نے اپنے فضل اور اپنی تائید اور اپنی قدرت کے زبردست ہاتھ سے مکہ فتح کیا۔ مگر جب

مکہ فتح ہو گیا

اور مکہ والوں نے یہ سمجھا کہ ہماری کھوئی ہوئی بضاعت ہم کو واپس مل جائے گی۔ خدا کا رسول ہم میں پھر آکر رہنے لگ جائے گا۔ تو مکہ والے تو اونٹ اپنے گھروں میں ہانک کر لے گئے۔ اور مدینہ والے خدا کا رسول اپنے گھروں میں لے آئے۔ انصار نے پھر رو کر کہا یا رسول اللہ ہم نہیں کہتے۔ ایک بیوقوف نوجوان کے مونہہ سے یہ بات نکل گئی ہے۔ آپ نے فرمایا جو فقرہ نکلنا تھا وہ نکل گیا۔ اب تم اپنا حق مجھ سے

حوض کوثر پر

ہی آکر لینا۔ دنیا میں تمہیں کچھ نہیں مل سکتا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک انصار کو دنیا میں حکومت نہیں ملی۔ ممکن ہے کوثر کے ایک معنے چونکہ مسیح موعود کے بھی ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہو۔ کہ تم میری دوسری بعثت تک دنیوی حکومتوں سے محروم رہو گے لیکن جب دوسری بعثت آئیگی۔ اس وقت خدا تمہیں ان خدمات کا بدلہ دے دیگا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ پہلا آدم آیا۔ اور اسے جنت سے نکالا گیا۔ مگر یہ دوسرا آدم اس لئے آیا ہے تاکہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے۔ پہلا مسیح آیا۔ اور اسے صلیب پر لٹکایا گیا۔ مگر یہ دوسرا مسیح اس لئے آیا ہے تاکہ صلیب کو توڑ دے۔ اور اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ انصار نے اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر جو قربانیاں کی ہیں۔ اور جس طرح انہوں نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کئے ہیں۔ ان کی مثال اور کہیں نہیں ملتی

اس قوم کی قربانیاں دیکھ کر انسان اپنے

گریہ اور رقت

کو روک ہی نہیں سکتا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی ہر قوم کو بادشاہتیں ملیں۔ عزتیں حاصل ہوئیں۔ درجات ملے۔ مگر تیرہ سو سال میں انصار کو کوئی دنیوی عزت نہیں ملی۔ پس ممکن ہے کوثر سے مراد

مسیح موعودؑ کی بعثت

ہو۔ اور اللہ تعالےٰ اس زمانہ میں انصار کی بقیہ نسل کو بادشاہت دینے کا فیصلہ فرما دے۔ اور انہیں بھی دنیا میں عزت اور عروج حاصل ہو۔ میں نے یہ مثالیں اس غرض کے لئے دی ہیں۔ کہ بعض باتیں بظاہر بڑی معمولی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انسان ذرا سا بھی تعہد کرے۔ تو ان کے بڑے اہم نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ تو وہ اس کے ذکر کو پیش کرتے ہیں۔ اس کی خشیت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ تعلق اور محبت پیدا کرنے کی اہمیت ان پر واضح کرتے ہیں۔ انہیں

نیکی اور تقوےٰ

کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ انہیں علم دین سکھاتے ہیں اور ایسے لیسے لوگ اپنے ارد گرد جمع کر لیتے ہیں۔ جو رات اور دن نیکی کے کاموں میں مشغول رہتے اور صبح اور شام ان کی باتیں سنتے اور انہیں لوگوں تک پہنچانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔ وہ اس غوطہ خور سے بھی زیادہ شوق سے علم دین کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں۔ جو موتی نکالنے کے لئے سمندر کی گہرائیوں میں جاتا ہے۔ وہ اس کان کن سے بھی زیادہ محنت سے دین کے رموز کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ جو کسی کان میں سے لعل و یاقوت اور ہیرے نکالتا ہے۔ وہ آسمان سے نازل ہونے والی

قیمتی متاع

کی اس شخص سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ جو کسی جگہ سے سونا نکالتا ہے۔ مگر باوجود اس شوق اور کوشش اور جدوجہد کے۔ اللہ تعالےٰ کی سنت کے مطابق دنیا پر پھر ایک ایسا وقت آتا ہے۔ جب ان کا لایا ہوا نور مٹ جاتا ہے۔ اور پھر لوگ دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ انہیں دنیا کی باتیں زیادہ خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن خدا اور اس کے رسولوں کی باتیں انہیں خوبصورت نظر نہیں آتیں۔ یہ جدوجہد اور کوشش ہمیں دنیا میں ایسے تواتر اور تسلسل کے ساتھ نظر آتی ہے۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف شیطان سر نکالتا ہے۔ اور نبی کی جماعت اس کے سر کو کچل دیتی ہے۔ اور دوسری طرف جب نبیوں کی تعلیم دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ اور انسان یہ سمجھنے لگتا ہے۔ کہ اب یہ تعلیم کہاں مٹ سکے گی۔ تو اس وقت شیطان حملہ کر دیتا۔ اور پھر اس عمارت کو گرا دیتا ہے۔ بظاہر

ایک بڑی جدوجہد

انبیاء اور ان کی جماعتوں کی طرف سے نظر آتی ہے۔ رات اور دن شیطان کے مقابلہ میں وہ بیدار رہتے۔ اور اس کے حملوں کے دفاع میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن کسی وقت غفلت ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ شیطان جس کا سر کچلنے کے لئے انہوں نے دن رات کوشش کی تھی۔ پھر دنیا کو گمراہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود ان قربانیوں کے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں نے کیں۔ یا اور انبیاء کی جماعتوں نے کیں۔ ان کا نور کچھ عرصہ کے بعد مدھم پڑ گیا۔ اور پھر

ایک نئی جدوجہد

اور نئی کوشش کا آغاز کرنا پڑا۔ یہ تو روحانیت کے میدان کا نظارہ ہے۔ ادھر جسمانیت کے میدان میں بھی یہ دکھائی دیتا ہے۔ کہ ایک آدم پیدا ہوا۔ عام لوگوں کا خیال یہی ہے۔ کہ ایک آدم سے نسل انسانی کا آغاز ہوا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ کئی آدم تھے۔ بہرحال ایک نہ سہی سو دو سو یا ہزار آدم مان لو۔ پھر بھی جسمانی تناسل کے میدان میں ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ بغیر اس کے کہ خدا کا کوئی نبی آیا ہو۔ بغیر اس کے کہ خدا کا کوئی رسول آیا ہو۔ بغیر اس کے کہ فرشتوں نے تحریکیں کی ہوں۔ لوگ آپ ہی آپ اپنی جسمانی نسل کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دنیا جس کی ابتدا بعض لوگوں کے عقائد کے مطابق صرف ایک میاں بیوی سے ہوئی تھی۔ اسکی آج یہ حالت ہے۔ کہ اسمیں تل دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔ اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ کھیتی باڑی اور لوگوں کی پرورش کے لئے دنیا میں

کافی زمین نہیں

رہی۔ لیکن باوجود اس کے کہ زمین نسل انسانی سے بھر چکی ہے۔ حالت یہ ہے کہ اگر کسی مرد کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ تو وہ روتا پھرتا ہے۔ کبھی بزرگوں کے پاس جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ دعا کریں کہ میرے ہاں اولاد پیدا ہو۔ کبھی حکیموں کے پاس جاتا اور انہیں نذریں نیازیں دیتا ہے۔ اور اگر اس طرح اس کا کام نہیں بنتا تو وہ تعویذوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اور اگر تعویذوں سے بھی کام نہیں بنتا۔ تو بعض لوگ اس حد تک گر جاتے ہیں کہ وہ

قبروں پر سجدے

کرتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کو کوئی بیٹا یا بیٹی مل جائے۔ تو جسمانی اولاد کو بڑھانے کی خواہش بنی نوع انسان کے اندر اس شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ کہ نہ جدوجہد کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ نہ کسی نبی کے آنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ نہ کسی مصلح کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ نہ گورنمنٹ کی طرف سے افزائش نسل کی کوئی تحریک کی جاتی ہے۔ سوائے شاذ و نادر حالات کے جیسے آجکل فرانس یا جرمنی میں یہ تحریک جاری ہے۔ مگر وہاں بھی یہ ایک حد تک ہے۔ یہ نہیں کہ وہاں نمایاں طور پر کمی ہو گئی ہو۔ لیکن لوگ جو کہ وہ اولاد پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر انسان خواہش رکھتا ہے کہ وہ اپنے تین چار تا آٹھ دس ضرور چھوڑ کر مرے۔ چاہے وہ کنگڑے ہی ہوں۔ اور چاہے اور [illegible]

روحانیت نہ ہو۔ علم نہ ہو۔ محض ان کی ایک کھوپڑی ہو۔ دو ہاتھ ہوں۔ دو پیر ہوں۔ ناک کان اور مونہہ ہو۔ اور وہ ان کو دیکھ کر یہ کہہ سکیں۔ کہ یہ ہمارے بیٹے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک ان میں صرف اتنی بات کا موجود ہونا ضروری ہے۔ کہ وہ شکل کے لحاظ سے انسان ہوں۔ اور اتنی قابلیت رکھتے ہوں کہ وہ کسی عورت میں اپنا نطفہ ڈال سکیں یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ

نیک اوصاف

بھی اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اور اتنی سی بات پر وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے مقصد کو پالیا۔ یہ چیز بتاتی ہے۔ کہ اگر یہی طریق صلحاء اور علماء اختیار کرتے۔ تو دنیا میں روحانیت کا کبھی فقدان نہ ہوتا۔ اور ہر انسان سے دوسرے انسانوں تک ہدایت اور نور ایک تسلسل کے ساتھ پہنچتا رہتا۔ جس طرح انسان یہ کہتا ہے۔ کہ میں دنیا میں ایک اور جسم چھوڑ جاؤں۔ خواہ وہ شاہ دولے کا چوہا ہی ہو۔ اسی طرح اگر ہر انسان کے دل میں یہ خواہش ہو۔ کہ میں نیکی اور تقوےٰ کے لحاظ سے اپنے جیسی دو چار اور روحیں دنیا میں پیدا کر کے جاؤں۔ تو روحانیت کے فقدان اور دین کے مٹ جانے کا دنیا میں کوئی احتمال ہی نہ رہے۔ ساری خرابی اسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ جتنا زور انسان اس بات پر صرف کرتا ہے۔ کہ اس کی جسمانی اولاد دنیا میں رہ جائے۔ اور وہ اس غرض کے لئے روتا اور چیختا اور جدوجہد کرتا ہے۔ اتنا زور وہ

روحانی اولاد

چھوڑنے پر نہیں لگاتا۔ بلکہ اپنے بعد روحانی اولاد چھوڑنے کی خواہش کا بھی اس کے اندر فقدان ہوتا ہے۔ حالانکہ جس طرح ہر انسان یہ چاہتا ہے۔ کہ میں مرنے سے پہلے اپنے چار پانچ بچے چھوڑ جاؤں اسی طرح اگر کوئی عالم ہے تو اس کی خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ میں اپنے پیچھے چار پانچ عالم چھوڑ جاؤں۔ اگر کوئی صالح ہے تو اس کی خواہش ہونی چاہیئے کہ میں اپنے پیچھے چار پانچ صالح چھوڑ جاؤں۔ اگر کوئی شہید کا مرتبہ رکھتا ہے تو اس کی خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ میں اپنے پیچھے چار پانچ شہید چھوڑ جاؤں۔ اور اگر کوئی صدیق کا مرتبہ رکھتا ہے۔ تو اس کی یہ خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ میں اپنے پیچھے چار پانچ صدیق چھوڑ جاؤں۔ اگر یہ تڑپ اور حس لوگوں کے اندر پیدا ہو جائے۔ تو وہ جو تباہی دنیا پر بار بار آتی ہے۔ بار بار دنیا بنتی اور بگڑتی ہے اس

تباہی کا زمانہ

اتنا چھوٹا ہو جائے۔ کہ دشمن کو جواب دینے میں ہمیں کوئی شرم محسوس نہ ہو۔ اب ہمارے پاس دلیل تو ہوتی ہے۔ اور ہم ثابت بھی کر سکتے ہیں۔ کہ روحانیت کے مقابلہ میں ظلمت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن اگر بارہ مہینے روحانی سورج کا طلوع رہنے تو ان دلائل کی بھی ضرورت نہ رہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر یہ احساس لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ کہ ہم میں سے ہر شخص

مرنے سے پہلے

اپنے تین چار روحانی بچے چھوڑ کر جائے۔ جس طرح آدم کا بچہ اس فکر میں رہتا ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے تین چار جسمانی بچے چھوڑ کر جائے۔ تو سو سال میں ہی علماء اور صلحاء اور اولیاء اور شہداء اور اصدقاء کی اتنی بڑی جماعت دنیا میں پیدا ہو جائے۔ کہ پھر اس بات کا کوئی احتمال ہی نہیں رہ سکتا۔ کہ کسی وقت

دین کفر کے مقابلہ میں

شکست کھا جائے۔ یہ بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن اس کے لئے بہت بڑے عزم کی ضرورت ہے۔ اگر یہ عزم ہماری جماعت میں پیدا ہو جائے۔ تو یہ ایک ایسی بات ہو گی۔ جس کی مثال اور کسی جماعت میں نہیں مل سکے گی۔ ہم میں سے ہر شخص یہ فیصلہ کر لے۔ کہ دینی لحاظ سے جو صلاحیت میرے اندر پائی جاتی ہے۔ اس کے مطابق میں نے اپنے چار پانچ قائم مقام ضرور چھوڑ کر جانا ہے۔ پھر ان چار پانچ میں یہ حس ہونی چاہیئے۔ کہ ہم میں سے ہر شخص اسی طرح اپنے

اپنے چار چار پانچ پانچ قائمقام چھوڑ کر مرے۔ جس طرح جسمانی نسل میں یہ نہیں ہوتا۔ کہ باپ کے بعد بیٹا اپنے فرض کو بھول جاتا ہے۔ اور وہ

افزائش نسل کے لئے جدوجہد

نہیں کرتا۔ بلکہ وہ سمجھتا ہے۔ صرف باپ کا ہی فرض نہیں تھا۔ کہ وہ اولاد پیدا کرے۔ بلکہ میرا بھی فرض ہے۔ کہ میں اولاد پیدا کروں۔ اسی طرح جب ایک شخص اپنے چند قائمقام پیدا کرے۔ تو پھر ان میں سے ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ آگے چار چار پانچ پانچ قائمقام پیدا کرے۔ اور پھر ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے آگے اسی طرح چار چار پانچ پانچ قائم مقام پیدا کریں۔

اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت

اگر ایک شخص دس سال میں اپنے چار روحانی بچے پیدا کر لیتا ہے۔ تو اگلے دس سال میں ان چار آدمیوں سے سولہ آدمی پیدا ہو جائیں گے۔ اس سے اگلے دس سال میں ۶۴ آدمی ہو جائیں گے۔ چالیس سال میں ۲۵۶ آدمی ہو جائیں گے۔ پچاس سال میں ۱۰۲۴ کے قریب ہو جائیں گے۔ ساٹھ سال میں ۴۰۹۶ بن جائیں گے۔ ستر سال میں ۱۶۳۸۴ بن جائیں گے۔ اسی سال میں ۶۵۳۳۴ بن جائیں گے۔ نوے سال میں ۲۶۱۳۳۶ بن جائیں گے۔ اور سو سال کے اندر قریباً

ساڑھے دس لاکھ

آدمی پیدا ہو جائیں گے۔ اس دوران میں اگر بعض لوگوں سے کوتاہیاں بھی ہوں۔ تب بھی بحیثیت مجموعی نہایت

اعلےٰ درجہ کی روحانی نسل

دنیا میں قائم ہو سکتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی بیٹی رہ گئی تھیں۔ مگر اس سے اس قدر نسل پیدا ہوئی۔ کہ ہندوستان میں ہی چھ سات لاکھ سید پائے جاتے ہیں اور اگر دنیا کے تمام سادات کو ملایا جائے تو

تیس چالیس لاکھ

کے قریب بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے انبیاء پر ایمان لانے والے تو ہزاروں لوگ ہوتے ہیں۔ اگر اسی طرح وہ اپنی روحانی

نسل کو بڑھانے کا ارادہ کر لیں۔ اور ان میں سے ہر شخص یہ فیصلہ کر لے۔ کہ میں چار پانچ اپنے جیسے آدمی ضرور چھوڑ کر جاؤں گا۔ اور پھر ان کے ذہن میں یہ بات پیدا ہو جائے۔ کہ جس طرح ماں باپ کا ہی فرض نہیں ہوتا۔ کہ وہ اولاد پیدا کریں۔ بلکہ بچوں کا بھی فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ آگے اپنی اولاد کا سلسلہ بڑھائیں۔ اور یہ امر ان کی فطرت میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے لئے انہیں کسی تحریک یا وعظ و نصیحت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہر انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہو جائے۔ کہ میں نے اپنی روحانی اولاد دنیا میں ضرور چھوڑ کر جانا ہے۔ تو

اللہ تعالےٰ کا نور

ہمیشہ غالب رہے۔ اور کبھی ظلمت دنیا میں پھیل نہ سکے۔

یہ بظاہر ایک چھوٹا سا عزم ہے لیکن اگر ہر انسان یہ عزم پیدا کر لے۔ تو دنیا کی تباہی اور تنزل کا دور بہت پیچھے چلا جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں

ہدایت اور ظلمت

کے مختلف دور آتے ہیں۔ مگر اب کفر کی رَو لمبی ہوتی ہے۔ اور اسلام کی رَو چھوٹی ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ اہتمام کر لیا جائے۔ تو کفر کی رَو چھوٹی ہو جائے گی۔ اور اسلام کی رَو لمبی ہو جائیگی کیونکہ ہر انسان فیصلہ کر لے گا۔ کہ میں نے اپنی موت سے پہلے دنیا میں ضرور چار پانچ ایسے لوگ پیدا کرنے ہیں۔ جو روحانیت اور تقوےٰ میں میرے قائم مقام ہوں۔ یہ

ایک بہت چھوٹی سی بات

ہے۔ لیکن اگر ہر شخص اس کو اختیار کر لے اور پھر دوسروں کو سمجھائے۔ اور اس طرح ان کے ذہنوں میں یہ حس پیدا ہو جائے تو جس طرح انسانی نسل پیدا کرنے کے لئے کسی وعظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح نسل روحانی کے لئے کسی وعظ کی ضرورت نہ رہے۔ اور دنیا کی حالت اور اس کا نقشہ بالکل بدل جائے ؛

÷ — ÷ — ÷ — ÷ — ÷ — ÷ — ÷

مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء توجہ فرمائیں

غیر مبایعین کے ہیڈ کوارٹر سے اخبار "پیغام صلح" کا خاص ماہوار نمبر میرے نام مفت جاری کیا گیا ہے۔ جس کے دو پرچے مجھے پہنچ چکے ہیں۔ دوسرا پرچہ چھپے ہوئے پتہ سے پہنچا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ مجھے ان لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جن کے لئے پیغام صلح نے اپنے ناظرین سے مبایعین کے پتے دریافت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ امر خاص طور پر پیش نظر رہے۔ کہ پتے ایسے لوگوں کے ہوں۔ جن کے ہاتھ میں پیغام صلح کا جانا واقعی مفید ثابت ہو۔ چونکہ مجھ پر یہ خاص نوازش فرمائی گئی ہے۔ اس لئے میں اپنے آپ کو ان کی اس نوازش اور ہمدردی کا مصداق ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چند سوالات عرض کرتا ہوں۔ امید ہے کہ جناب امیر غیر مبایعین پیغام صلح کے آئندہ خاص نمبر میں جواب مرحمت فرمائیں گے۔

(۱) بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک ہے۔ اس کی نسبت حضرت اقدس نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ "اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا۔ کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں۔ جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں"۔ نیز فرمایا۔ کہ یہ جگہ مجھے دکھلائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ براہ کرم مطلع فرمائیں۔ کیا جماعت غیر مبایعین بہشتی مقبرہ کی رحمتوں اور برکتوں سے بکلی محروم ہو گئی ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ امر واقعہ ہے۔ یا نہیں۔ کہ مبایعین کو ہی اللہ تعالےٰ نے اس نعمت عظمیٰ کا وارث بنایا ہے!

(۲) اسی بہشتی مقبرہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "واضح ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔"

اس بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض شرائط مقرر کی ہیں۔ مگر یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ "میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہو گی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا"۔ پھر فرمایا ہے۔ "خدا تعالےٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی بناء ڈالی۔ وہ ہر ایک زمانے میں چاہتا رہا ہے۔ کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلا دے۔ اس لئے اُس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔"

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ اور آپ کے اہل و عیال کو تمام شرائط کی پابندی سے مستثنےٰ کر کے صریح طور پر طیب قرار دیا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کا جو اس بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے سے محروم ہو گئے ہیں حضرت اقدس کے اس طیب اہل و عیال کو (نعوذ باللہ) گمراہ وغیرہ کہنا اللہ تبارک و تعالےٰ کے ارشاد کے صریح منافی ہے یا نہیں؟

(۳) براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل الہام درج ہے۔ المر نجعل لک سھولۃ فی کل امر۔ بیت الفکر و بیت الذکر ومن دخلہ کان اٰمنًا۔ یعنی کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی۔ کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا ... بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے۔ جو اس چوبارے کے پہلو میں بنائی گئی۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ مبارکٌ و مبارکٌ وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔" نیز فرمایا۔ کہ "اس مسجد مبارک کے بارے میں پانچ مرتبہ الہام ہوا۔ منجملہ ان کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ... فیہ برکاتٌ للناس۔ ومن دخلہ کان اٰمنًا۔

اور خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے۔ کہ مسجد اقصےٰ جس کا ذکر قرآن شریف کی آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ میں ہے۔ اس مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ یقینًا اس مسجد کا ہر ایک پہلو برکت اور نور سے پورے چاند کی طرح بھر گیا۔ تاکہ اس کے وسیلہ سے دین کا دائرہ کامل ہو جائے۔ کیونکہ اسلام ہلال کی مانند مسجد حرام سے ظاہر ہوا۔ پھر جب مسجد اقصےٰ تک پہنچا بدر کامل ہو گیا"۔

پھر منارۃ المسیح کے متعلق فرمایا کہ "یہ منارہ مسیح موعود کے احقاق حق اور صرف ہمت اور اتمام حجت اور اعلائے ملت کی جسمانی تصویر ہے۔ پس جیسا کہ اسلامی سچائی مسیح موعود کے ہاتھ سے اعلیٰ درجہ کے ارتفاع تک پہنچ گئی ہے۔ اور مسیح کی ہمت ثریا سے ایمان گم گشتہ کو واپس لا رہی ہے۔ اسی کے متعلق یہ مینار بھی روحانی امور کی عظمت ظاہر کر رہا ہے۔ وہ آواز جو دنیا کے ہر چہار گوشہ میں پہنچائی جائے گی۔ وہ روحانی طور پر بڑے اونچے مینار کو چاہتی ہے"۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ بیت الذکر یعنی مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ جن کو اللہ تعالیٰ کی وحی نے ہر ایک پہلو سے برکات و نور سے بھرا ہوا قرار دیا ہے۔ اور فرمایا فیہ برکات للناس۔ ان سے تو بفضلہ تعالیٰ مبایعین ہی بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اور غیر مبایعین ان سب برکات اور نور سے محروم ہیں۔ پس مبایعین کو ان شعائر اللہ کی برکات سے محروم کرنے کی دعوت دینا محض اسلئے کہ غیر مبایعین ان سے محروم ہو گئے ہیں۔ کہاں کا انصاف ہے۔

(۴) اب میں مندرجہ ذیل الہامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درج کر کے آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا ہم وحی الٰہی کو برحق مانیں۔ یا آپ کی دعوت کو۔ ممکن ہے۔ کہ بعض سعید روحیں ان الہامات کو پڑھ کر اپنی غلطی کو محسوس کریں۔ اور صداقت اور نور کی جانب رجوع کریں۔ وہ الہامات یہ ہیں

(الف) الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وانجز وعدہٗ من الاحسان (مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹) ترجمہ از حضرت مسیح موعود۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو

حمد و ثنا ہے۔ کہ جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دئے اور اپنا وعدہ پورا کیا۔"
(ب) اشکر نعمتی رأیت خدیجتی۔
یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا۔ اور خدیجہ اسلئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ مبارک نسل کی ماں ہے۔ (نزول المسیح ص۱۴۷)
اگر بقول آپ کے ان لڑکوں نے اور بیوی نے (نعوذ باللہ) گمراہ ہو جانا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کا ان لڑکوں کی پیدائش پر الحمد للہ فرمانا اور حضرت بیوی صاحبہ کو نعمت الٰہی قرار دینا اور ان کی وجہ سے شکر کرنے کو کہنا اور خدیجہ اسلئے نام رکھنا کہ وہ مبارک نسل کی ماں ہے۔ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اور ایک دوسرا الہام ہے۔ کہ "تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔" ان الہامات کو آپ اپنے گمراہ کن خیالات سے کس طرح تطابق کرتے ہیں۔
(ج) رب اشفِ زوجتی ھٰذہٖ واجعل لھا برکاتٍ فی السماء و برکاتٍ فی الارض۔ (بدر جلد ۲ ص۵) ترجمہ از حضرت :- میرے رب میری اس بیوی کو شفا بخش اور اس کے لئے آسمانی برکتیں اور زمینی برکتیں عطا فرما۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ دعا سکھائی ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کو قبول فرمایا ہے۔ اور حقیقۃً آسمانی اور زمینی برکتیں عطا ہو چکی ہیں۔
(د) قرب اجلك المقدر۔ ولا نبقی لك من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئاً۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (بدر جلد ۱ ص۳۸۔ الحکم جلد ۹ ص۴۳) ترجمہ از حضرت مسیح موعود۔ "تیری اجل قریب آگئی اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے۔ جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی۔ اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور رفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے۔ جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔"
نیز یہ الہام ہے کہ "تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز

رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے۔ عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔" اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر بقول آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضور کا سارا خاندان اور سب لواحقین (نعوذ باللہ من ذالک فاکش بدہن) گمراہ اور غالی ہو گئے۔ تو کیا یہ امر ایسا نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسوائی کا موجب ہو۔ اور کیا یہ آپ کی صداقت پر شدید اعتراض

نہیں ہے؟ جو اعتراضات حضرت اقدس کی وفات پر معاندین نے سلسلہ عالیہ پر کئے۔ ان کے جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مضمون "وفات حضرت مسیح موعود" کے صفحہ ۷ پر تحریر فرمایا ہے:-
"دیکھو اللہ تعالیٰ ایک ویران بستی پر گذرنے والے کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ ولنجعلك اٰیۃ للناس۔ یہاں اس گذرنیوالے کو آیت فرمایا ہے۔ جو لوگ دنیا میں مامور ہو کر آتے ہیں۔ وہ بھی آیت اللہ

ہوتے ہیں! اور انکا اس دنیا سے کوچ کر جانا ان کے عنصری وجود کی نسخ ہوتی ہے۔ بلکہ ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے کہ بعض آیات بھول بھی جائیں۔ لاکن رحمت الٰہیہ نأت بخیر منھا او مثلھا ہم کو عمدہ تسلی بخش ہے۔ جس پر ہم ایمان لا کر یقین کرتے ہیں کہ آپکی اولاد سے آپ سے خیر کان اللہ نزل من السماء یا کم سے کم آپکی مثل آنیوالا ہے۔ اور نسخ کے ایسے وسیع معنے لینے میں السید عبد القادر جیلانی جیسے بزرگ ہمارے ساتھ ہیں۔" ... جناب مولوی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۲ جون۔ مسٹر چرچل سے دار العوام میں سوال کیا گیا۔ کہ ایک ایسی اتحادی کونسل بنانے کے متعلق ان کی کیا رائے ہے جس میں فرنچ نیشنل کمیٹی آف لبریشن کے نمائندے بھی شامل ہوں۔ مسٹر چرچل نے کہا۔ موجودہ حالات میں اتحادی اقوام کے درمیان موجودہ مشاورتی انتظام میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

لاہور ۲۲ جون۔ محکمہ سول سپلائز کے افسروں نے ریلوے مال گودام پر چھاپہ مار کر ڈیڑھ لاکھ گز ململ اور لٹھے پر قبضہ کر لیا۔ یہ مال بمبئی کے تاجروں نے لاہور بھیجا تھا۔ کرچونکہ لاہور میں بزازوں کی دو دکانوں پر چھاپے مارے جا رہے تھے۔ بلٹی نہ چھڑائی گئی۔

کلکتہ ۲۲ جون۔ بنگال کے وزیر رسل و رسائل کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی۔ مگر گر گئی۔

لاہور ۲۲ جون۔ وزیر اعظم پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ بعض اخبارات میں شائع شدہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ کانگرس اور یونینسٹ پارٹی میں کوئی سمجھوتہ کی بات چیت ہو رہی ہے۔ اور کہ اس سلسلہ میں یونینسٹ پارٹی اپنا اجلاس طلب کر رہی ہے۔

دہلی ۲۲ جون۔ لارڈ ویول کی ایک صنعتی سکیم کا ان دنوں بہت چرچا ہے۔ جس کا مقصد ہندوستان کی صنعت کو فروغ دینا ہے ابتداءً اس کا سرمایہ دس ارب ہوگا۔ پانچ ارب قرضہ اور پانچ ارب ٹیکسوں کے ذریعہ وصول کیا جائیگا۔ یہ سکیم ۱۵ سال میں مکمل ہوگی۔ اور اس اثناء میں کل ڈیڑھ کھرب روپیہ اس کے لئے فراہم کیا جائے گا۔

کٹک ۲۲ جون۔ وزارتی پارٹی میں کشمکش کے نتیجہ میں اڑیسہ کے وزیر اعظم نے استعفےٰ دے دیا ہے۔

مدراس ۲۲ جون۔ چنگنگ میں مقیم ہندوستانی ایجنٹ جنرل نے یہاں ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ چین میں صورت حالات کافی نازک ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ چین ان حالات کا مقابلہ کر سکیگا اور اسکے پاش پاش ہو جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ اگرچہ چینیوں کے پاس کافی اسلحہ نہیں۔ مگر وہ بڑی بہادری سے لڑ رہے ہیں۔

دہلی ۲۲ جون۔ جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا حکومت اور گاندھی جی کے مابین خط و کتابت شائع کر دی گئی ہے۔ ہوم ممبر نے گاندھی جی کو لکھا تھا۔ کہ اپنی گرفتاری سے قبل آپ نے "کچھ کرو یا مر جاؤ۔ اور" یہ آخری بغاوت ہے" کے جملے کہے تھے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ عوام پر ان کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اور ہوا۔ گاندھی جی نے لکھا ہے۔ کہ گڑبڑ کیلئے کانگرس نہیں۔ بلکہ خود حکومت ذمہ وار ہے جسنے بلا وجہ گرفتاریاں کر کے عوام کو مشتعل کر دیا۔ کانگرسیوں سے بدترین مجرموں کا سا سلوک لیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ کانگرس کے تعمیری محکمے بھی حکومت کی سخت گیری سے بچ نہیں سکے۔ آپ نے اس تمام معاملہ کو ایک غیر جانبدار ٹریبونل کے سپرد کئے جانے کی تجویز بھی پیش کی۔

لنڈن ۲۳ جون۔ شیر بورگ کے جزیرہ نما سے جرمنوں کو نکالنے اور بندرگاہ پر قبضہ کرنے کی آخری لڑائی بڑے زور سے جاری ہے۔ کل امریکن پیدل فوج اور توپخانے نے بندرگاہ کی مضبوط قلعہ بندیوں پر بڑے زور کے حملے کئے۔ ایک دستہ دشمن کی صفوں کو توڑ کر اس سٹرک پر جا پہنچا۔ جو سیدھی شہر کے اندر جاتی ہے۔ ایک مقام پر دست بدست لڑائی بھی ہوئی۔ ایک ہزار امریکن بمباروں نے دشمن کی قلعہ بندیوں پر بمباری کی۔ جرمن توپیں بھی گولے برسا رہی ہیں مگر امریکن دستے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قلعہ بندیوں میں جا گھسے۔ جزیرہ نما کا شمال مشرقی کونہ دشمن سے بالکل صاف کر دیا گیا ہے۔ کل پھر امریکن ہوائی جہازوں نے اشتہار پھینکے۔ جن میں جرمنوں سے کہا گیا ہے کہ اب تمہارے لئے بچ نکلنے کا کوئی میدانی۔ بحری یا ہوائی رستہ نہیں۔ اس لئے خیر اسی میں ہے کہ ہتھیار ڈال دو۔ ٹی کے علاقہ میں بکتر بند دستوں میں بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ کریٹاں کے جنوب مغرب میں اتحادی دستے کچھ اور آگے بڑھ گئے۔

لنڈن ۲۳ جون۔ جرمنوں نے کل پھر اڑنے والے بم جنوبی انگلینڈ پر بھیجے۔ [illegible] سے کچھ جانی و مالی نقصان ہوا۔ برطانی فائٹروں نے ان کا پیچھا کیا۔ اور بہت سے سمندر میں گرا دیئے۔

لنڈن ۲۳ جون۔ اٹلی میں ایڈریاٹک کے علاقہ میں اتحادی فوج اب انکونا کی بندرگاہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آٹھویں فوج جھیل کسینو کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ فرانسیسی دستے گسوٹو سے پندرہ میل رہ گئے ہیں۔ کل اتحادی ہوائی جہازوں نے شمالی اٹلی میں دشمن کے ٹھکانوں پر بمباری کی۔

لنڈن ۲۳ جون۔ روسیوں نے لینن گراڈ مرمانسک ریلوے کا ایک اور حصہ واپس لے لیا ہے۔ خاکنائے کریلیا میں بھی بہت سی بستیوں اور ریلوے سٹیشنوں پر روسی قابض ہو چکے ہیں۔ روسی فوجیں اب دی پوری سے مغرب کی طرف فن لینڈ کے دار السلطنت ہیلسنکی پر بڑھ رہی ہیں۔

واشنگٹن ۲۳ جون۔ وسطی بحر الکاہل میں فلپائن سے مشرق کی طرف جو سمندری اور ہوائی لڑائی ہو رہی ہے۔ اس میں گذشتہ دوشنبہ کو امریکن ہوائی جہازوں نے تین گھنٹہ میں ۱۴۳ جاپانی جہاز برباد کئے یا ان کو نقصان پہنچایا۔ ۴۹ امریکن بمبار بھی لاپتہ ہیں۔ جاپانی بیڑے میں کم سے کم چار بیٹل شپ اور ۵ یا ۶ کروزر وغیرہ ہیں۔ ۳۵۲ جاپانی ہوائی جہاز اب تک یہاں برباد کئے جا چکے ہیں۔ بحری جنگی جہازوں میں اب تک تصادم کی کوئی خبر نہیں آئی۔

دہلی ۲۳ جون۔ امپھل کوہیما روڈ کھل گئی ہے۔ گویا آسام کی مہم کے بارہ میں جاپانیوں کی تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں۔ تین ڈویژن فوج نے یہ مہم شروع کی تھی۔ اس کا مقصد پہلا امپھال نیز دیماپور ریلوے لائن پر قبضہ کرنا تھا۔ تا شمالی برما اور چین میں سامان وغیرہ بھیجنے میں رکاوٹ کر سکے۔ نیز علاوہ آسام میں ہوائی اڈوں کی بربادی اور مدد [illegible] ہم بنگال کے مشرقی علاقہ کو کاٹ دینا تھا مگر یہ مہم ناکام ہو چکی ہے